

حقوق النبی

<?xml encoding="UTF-8">

محسن انسانیت ،

رسول مقبول ، حضرت محمد انسانیت کے لیے واحد سہارا ہیں جن کی تعلیمات اور اسوۂ حسنہ کو مشعل راہ بنا کر عصر حاضر میں انسان انفرادی اور سماجی مشکلات پر قابو پا سکتے ہیں اس مقصد کے لیے آپ کی عظمت و رفعت ، برتری و بزرگی کو دل و جان سے تسلیم کرنے کے ساتھ ساتھ آپ کی حقوقی شخصیت کی معرفت حاصل کرنے اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کی ضرورت ہے ۔ مقامہ بعنوان "حقوق النبی" میں قرآن و سنت اور عقل کی روشنی میں ان حقوق نبی کا جائزہ لیا گیا ہے جن کی ادائیگی تمام انسانوں پر بالعموم اور امت مسلمہ پر بالخصوص لازم ہے ان میں سے بعض اہم حقوق زیر بحث لائے گئے ہیں :

۱۔ معرفت نبی ، ۲۔ حب نبی ، ۳۔ اطاعت و اتباع نبی ، ۴۔ توقیر و اکرم نبی ۵۔ آپ پر جھوٹ نہ بولنا، ۶۔ آپ پر درود بھیجنا ،

قرآن و سنت کی رو سے انسانوں پر بالعموم اور امت مسلمہ پر بالخصوص محسن انسانیت ، رسول مقبول ، خاتم النبیین ، رحمۃ للعالمین حضرت محمد کے کچھ حقوق ثابت ہیں جن کی ادائیگی ان پر لازم ہے اور یہ عقیدہ تو حید اور عقیدۂ رسالت کا بنیادی تقاضا بھی ہے ، یہ آپ کی خصوصیت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جہاں آپ کی عظمت اور آپ کے خلق عظیم کو بیان کیا ہے وہاں حقوق نبی کا بھی تذکرہ کیا ہے ، ان میں سے بعض اہم حقوق درج ذیل ہیں ۔

۱۔ معرفت نبی ۲۔ حب نبی ۳۔ اطاعت و اتباع نبی ۴۔ تعظیم و اکرم نبی ۵۔ آپ پر جھوٹ نہ بولنا ۶۔ آپ پر درود بھیجن

پہلا حق :

معرفتِ نبی :

سب سے پہلے ضروری ہے کہ پیغمبر اسلام کی معرفت حاصل کی جائے کیونکہ باقی حقوق کی ادائیگی اسی پر موقوف ہے جیسے کسی کے بارے میں معرفت ہوتی ہے اس طرح اس کے بارے میں عقیدہ اور عمل ہو تا ہے ، البتہ اس مقام پر اس بات کا اعتراف کیے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے کہ اگر رسول گرامی کی معرفت کا ملہ کا حصول ناممکن نہیں تو مشکل ضرور ہے ۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ آپ کی معرفت کا ملہ اس وقت حاصل ہو گی جب آپ کے تمام شؤون (حیثیتوں) سے پوری آگاہی حاصل ہو جو کہ اگر ناممکن نہایت مشکل ضرور ہے ، بعض شؤون نبی درج ذیل ہیں ۔

دنیوی ۔ اخروی ظاہری ۔ باطنی جسمانی ۔ عقلانی ۔ روحانی قرآن مجید اور باقی آسمانی کتب میں یہی وجہ ہے کہ

کوئی بھی انسان آپ کی معرفت کا ملہ کا دعوایدار نہیں ہے۔ معرفت نبی کے (Sources) درج ذیل ہیں :

۱۔ قرآن مجید ۲۔ دیگر آسمانی کتب ۳۔ سنت رسول ۴۔ اقوال اہل بیت ۵۔ اقوال امہات المومنین ۶۔ اقوال صحابہ کرام رضی اللہ عنہ ۷۔ مسلمان مفکرین کی آراء ۸۔ غیر مسلم مفکرین کی آراء۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں آپ کی اجمالی معرفت کے درج ذیل پہلو ہیں ۔

(الف) ختم نبوت :

آپ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ورسول ہیں۔ ختم نبوت پر امت مسلمہ کا اجماع ہے ،ارشاد الہی ہے :

"مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّن رِّجَالِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ " ۱

"(محمد)تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں "

خاتم یعنی مہر جیسے خط کے آخر میں اس کے اختتام کی نشاہدی کرتی ہے اسی طرح آپ وجود مبارک تمام انبیاء عظام کے صحیفہ نبوت کے ختم ہو جانے کی گواہی دیتا ہے ،اب اور قیامت تک نہ کوئی نبی آئے گا اور نہ کوئی رسول ، آپ کے بعد نزول وحی کا سلسلہ ختم ہو گیا ،البتہ نازل شدہ وحی کی تشریح و تفسیر اور تبیین کی ضرورت کا انکار نہیں کیا جا سکتا ہے ۔

ختم نبوت کا عقیدہ امت مسلمہ پر یہ ذمہ داری بھی عائد کرتا ہے کہ وہ اب انسانی معاشرہ میں نبوت کا پیغام دوسروں تک پہنچائے اور اپنے قول و فعل سے دوسروں کو ہدایت کرے ۔ علامہ محمد اقبال نے کتنے خوبصورت انداز میں اس ذمہ داری کی تشریح کی ہے ۔

| | |
|---------------------------|----------------------------|
| پس خدا برما شریعت ختم کرد | بر رسول ما رسالت ختم کرد |
| رونق از مامحفل ایام را | او رسل را ختم وما اقوام را |
| خدمت ساقی گری با ما گذاشت | داد ما آخرین جامے کہ داشت |

ترجمہ :

خدا نے ہم پر شریعت ختم کر دی ہے (جیسے) رسول اللہ پر رسالت ختم کر دی ہے ، محفل ایام (دنیا) کی زینت و رونق ہماری وجہ سے ہے (آپ) تمام نبیوں اور رسولوں میں سے اکرم و افضل ہیں اور ہم امت مسلمہ تمام امتوں میں سے افضل ہیں) اب اللہ تعالیٰ نے ساقی گری کی خدمت ہم پر چھوڑ دی ہے (اب ہمارا فریضہ دوسری امتوں تک پیغام ہدایت پہنچانا ہے) اللہ تعالیٰ (ہدایت) کا جو آخری جام بنی نوع انسان کو عطا کرنا چاہتا تھا وہ اس نے ہمیں (قرآن مجید کی شکل میں) عطا فرما دیا ۔

(ب) انسان کامل :

آپ صورت و سیرت، خلق و خُلق کے لحاظ سے تمام بنی نوع انسان میبے مثل ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر قسم کے عیوب سے پاک و پاکیزہ پیدا کیا ہے۔

اس واقعیت کا اظہار شاعر رسول، ثنا خوان نبی حضرت حسان بن ثابت نے یہ کہہ کر کیا ہے :

خُلِقْتَ مُبْرَأً مِنْ كُلِّ عَيْبٍ كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

آپ ہر عیب سے خالی پیدا کیے گئے ہیں گویا آپ کی تخلیق آپ کے منشاء کے مطابق کی گئی ہے
وَأَحْسَنَ مِنْكَ لَمْ تَرْقُطْ عَيْنِي وَأَجْمَلَ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

اور آپ سے زیادہ حسین میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا اور آپ سے زیادہ جمیل، عورتوں نے کبھی جنا
شیخ سعدی نے آپ کی اعلیٰ و برتر شخصیت اور خوبصورت شمائل کے بارے میں فرمایا ہے :

بَلَغَ الْعُلَى بِكَمَالِهِ كَشَفَ الدُّجَى بِجَمَالِهِ

آپ اپنے کمال کی طاقت سے بلندیوں پر پہنچے آپ کے حسن و جمال سے تاریکیاں چھٹ گئیں
حَسَنَتْ جَمِيعُ خِصَالِهِ صَلُّوْا عَلَيْهِ وَآلِهِ

آپ کے شمائل بہت خوبصورت تھے آپ پر اور آپ کی آل پر درود بھیجو

اس ذیل میں عظیم شاعر حافظ شیرازی نے فرمایا ہے

يَا صَاحِبَ الْجَمَالِ يَا سَيِّدَ الْبَشَرِ مِنْ وَجْهِكَ الْمُنِيرِ لَقَدْ نُورَ الْقَمَرُ

اے صاحب جمال، اے سید البشر! آپ کے چہرہ پر نور سے ہی چاند منور ہوا

لَا يُمْكِنُ الثَّنَاءُ كَمَا كَانَ حَقُّهُ بَعْدَ ازْخِرَازِ خُدا بزرگ، توئی قصہ مختصر

آپ کی ثنا اور نعت کا حق ادا کرنا ممکن نہیں مختصر یہ کہ اللہ تعالیٰ کے بعد بزرگتر آپ ہی کی ذات ہے۔

(ج) افضل الانبياء والمرسلين :

آپ تمام انبياء و المرسلين میں سے افضل ہیں اور اس فضیلت کے کئی اسباب ہیں :

(۱) حضرت عیسیٰ - نے آپ کی آمد کی بشارت دی ہے، ارشاد ربانی ہے "وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهُ أَحْمَدُ"
۲

"جناب عیسیٰ نے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے کہا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا بھیجا ہوا رسول
ہو ں تصدیق کرنے والا ہوں اس تورات کی جو مجھ سے پہلے آئی ہوئی موجود ہے اور بشارت دینے والا ہوں ایک
رسول کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہے"

اگر پیغمبر اسلام اور دیگر انبیاء عظام یا حضرت عیسیٰ - آپ کے ہم رتبہ ہو تے تو اس بشارت کی کیا اہمیت رہتی
ہے ؟ اسی طرح قرآن مجید میں کئی مقامات پر اور زبور میں بھی آپ کی آمد کی بشارت دی گئی ہے ۔

(۲) مخلوق اوّل :

روایات کی روشنی میں آپ خلقت نوری کے اعتبار سے اولین مخلوق ہیں، فرمان نبوی ہے :

"اول ما خلق الله نوری"

"سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نور کو خلق کیا ہے"

یہ مضمون متعدد، روایات میآیا ہے - ۳

(۳) صاحبِ لولاک:

مشہور حدیث قدسی میں ارشاد ربانی ہے :

"لولاک لما خلقت الا فلاک" ۴

"اے حبیب اگر آپ نہ ہو تے تو ہم افلاک یعنی کائنات کو خلق نہ کرتے "

اس حدیث قدسی کے مطابق آپ وجہ تخلیق کائنات ، مقصود کائنات اور اصل وجہ کائنات ہیں۔ کائنات کی رونق اور عظمت آپ کی تشریف آوری کی بدولت ہے ۔ علامہ محمد اقبال بھی اسرار و رموز میں فرماتے ہیں

اے ظہور تو شبابِ زندگی جلوہ ات تعبیرِ خوابِ زندگی

آپ کی تشریف آوری سے زندگی کو شباب نصیب ہوا اور آپ کا ظہور خوابِ زندگی کی تعبیر ہے۔
اگر آپ کا ظہور نہ ہو تا تو حیاتِ کائنات کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو تا۔

(۴) مقام نوری میں پہلے نبی :

آپ مقام نوری میاس وقت بھی نبی تھے جب حضرت آدم - تخلیق کے عمل سے گزر رہے تھے
ارشاد نبوی ہے:

"كُنْتُ نَبِيًّا وَآدَمُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالطِّينِ"

"میں اس وقت نبی تھا جب آدم - پانی اور مٹی کے درمیان تھے "
علامہ اقبال نے بھی کہا ہے :

جلوہ او قدسیاں راسینہ سوز بود اندر آب و گل آدم ہنوز

آپ کا جلوہ اس وقت بھی فرشتوں کے سینو نکو گرما رہا تھا جب حضرت آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے

(۵) گزشتہ شرائع منسوخ:

آپ کی شریعت کے بعد تمام گزشتہ شرائع منسوخ کی گئیں اور نزول قرآن کریم کے بعد تمام گزشتہ آسمانی کتابیں منسوخ ہو ئیں ، قیامت تک شریعت محمدیہ اور قرآن کی تعلیمات حاکم ہیں۔

حَبِّ نبی : امت مسلمہ پر آنحضرت کا ایک حق آپ سے حَب اور عشق کا جذبہ ہے، حَب خدا کے ساتھ حَب نبی ایمان کا تقاضا ہے، اس کے بغیر ایمان کا مل ہے نہ اتباع ممکن ہے، حَب نبی دنیا اور آخرت میکا میابی کا راز ہے، حَب نبی ملت مسلمہ کی اجتماعیت کا ایک اہم عامل ہے، علامہ اقبال نے اس ضمن میں لکھا ہے :

دل بہ محبوب حجازی بستد ایم زیں جہت بایک دگر پیوستہ ایم
رشتہ مایک تولایش بس است چشم ما راکیف صہبا یش بس است
عشق او سرمایہ جمعیت است ہمچوں اندر عروق ملت است
عشق درجاں و نسب در پیکر است رشتہ عشق از نسب محکم تر است

ہم نے حجازی محبوب (سرکار دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ) سے دل لگایا ہے
اسی سبب سے ایک دوسرے کے ساتھ ہمارا (ایمانی، روحانی) رشتہ جڑ گیا ہے
صرف آپ کی محبت ہی سے ہمارا باہمی رشتہ ہے
ہماری آنکھ صرف آپ کی (محبت) کی شراب سے مست ہے
آپ کا عشق ملت کی جمعیت کا سرما یہ ہے
وہ ملت کی رگوں میں خون کی مانند دوڑ رہا ہے
عشق کا تعلق جان سے ہے اور نسب کا بدن سے
اس لیے عشق کا رشتہ نسب سے زیادہ پختہ ہے

حَب نبی سنت الہیہ اور حکم خدا ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے -
"قُلْ إِنْ كَانَ آبَاؤُكُمْوَاللَّهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِينَ" ۵

"اے نبی کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز و اقارب اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں اور تمہارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں، تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ (تعالیٰ) اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کرتا" اس آیت کریمہ میں زیادہ حَب کو اللہ تعالیٰ اس کے رسول اور جہاد فی سبیل اللہ سے متعلق قرار دیا گیا ہے کہ ان تینوں سے مومنین کے دلوں میں محبت زیادہ ہونی چاہیے، نیز حَب خدا کے ساتھ حَب نبی کا تذکرہ کیا گیا ہے، اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ بھی ایک بہت بڑا حق ہے۔
اسی طرح ارشاد نبوی ہے :

"عن انس قال رسول الله لا يومن أحدكم حتى يحب إليه من والده وولده والناس أجمعين" ٦
 حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا : تم میسے کو ئی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں
 اُس کو اس کے باپ اور اولاد اور تمام انسانوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو ں "
 اس مضمون کی حدیث صحیح مسلم میں بھی ہے ۔

حَب رسول کا حق تب ادا ہو گا جب وہ دنیا کی تمام محبتوں پر غالب آجائے اور آپ کو اپنی جان ،اپنی اولاد ہی
 نہیبلکہ تمام انسانوں سے مقدم جانے ۔
 ارشاد خداوندی ہے :

"النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ" ٧
 "نبی اہل ایمان کے لیے ان کی جانوں پر مقدم ہیں "

اہمیت :

حَب رسول کی اہمیت میبھی کافی ہے کہ یہ حکم خدا،حکم رسول ہو نے کے ساتھ ساتھ سیرت اہل بیت ،
 سیرت صحابہ رضی اللہ عنہم اور سیرت مسلمین بھی ہے ،یہ وہ نسخہ کیمیا ہے جو مسلمان کو سلمان میں
 بدل دیتا ہے ۔اسی جذبہ محب نبی کی بدولت صدر اسلام کے عرب کس قدر تیزی سے "اولئک کا لا نعام " کے
 مرحلے سے "کنتم خیر امة کی منزل پر فائز ہو ئے ،علامہ اقبال نے اسرار و رموزمیں کیا خوب فرمایا ہے :

دل زعشق او توانا میشود خاک ہمدوش ثریا مشود
 خاکِ نجد از فیض او چالا ک شد آمد اندر وجد، وبرافلاک شد
 در دل مسلم مقام مصطفی است آبروئے مازِ نام مصطفی است

دل آپ کے عشق وحب سے قوی ہو تا ہے (یہی وجہ ہے کہ صدر اسلام کے مسلمانوں نے کس قدر حیران کن کا
 ر نامے سر انجام دئیے) حَب نبی کی بدولت خاک بھی ثریا کے ہمدوش وہم پلہ ہو جاتی ہے ۔نجد کی خاک آپ
 کے فیض و برکت سے بلند ہو گئی ۔اس خاک پر وجد کی کیفیت طاری ہو ئی اور وہ آسمان پر جا پہنچی (حقیقی
)مسلمان کے دل میں حضرت مصطفی ہی بستے ہیں ۔ہماری عزت و آبرو آپ کے نام گرامی کی بدولت ہے (کہ
 اہم امت محمد یہ کہلاتے ہیں اور امت محمد کی قرآن کریم میکس قدر عظمت بیان کی گئی ہے)

قرآن وحدیث کے مطابق کسی بھی شخصیت سے حب رکھنے کے جتنے اسباب ہو سکتے ہیوہ تمام آپ کی
 شخصیت میموجود ہیں :

صدر اسلام میں حَب نبی کے بے مثال نمونے :

صدرِ اسلام سے حبّ نبی بے مثال نمونے تاریخ اسلام میں ثبت ہیں کفیل نبی اکرم حضرت ابو طالب نے حبّ نبی کے سلسلہ میں اپنی، اپنے بیٹوں، بھائیوں، اور بھتیجوں کی جان پر بھی نبی کو مقدم رکھا، آپ کو اپنی اولاد سے بھی زیادہ عزیز رکھا۔ حبّ نبی کا یہ جذبہ منفرد و بے مثال ہے اسی طرح صحابہ کرام نے بھی حبّ نبی کی بمثال تاریخ رقم کی ہے۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر عروہ بن مسعود ثقفی جو قریش کی جانب سے آپ کے پاس سفیر بن کر آئے تھے اور ابھی وہ مسلمان نہیں ہوئے تھے انہوں نے حضور سے صحابہ کرام کی محبت و عقیدت کے جو مظاہر دیکھے وہ انہوں نے یوں بیان کیے ہیں، اے میری قوم، بخدا میں قیصر و کسریٰ اور نجاشی جیسے بادشاہوں کے پاس جا چکا ہوں، بخدا میں نے کسی بادشاہ کو نہیں دیکھا کہ اُس کے ساتھی اتنی تعظیم کر تے، جتنی محمد کے ساتھی محمد کی

کر تے ہیں، خدا کی قسم ان کے ساتھی محمد کا لعابِ دہن نیچے نہیں گرنے دیتے بلکہ وہ کسی نہ کسی کی ہتھیلی پر گرتا تھا اور وہ شخص اسے اپنے چہرے اور جسم پر مل لیتا تھا اور جب وہ انہیں کوئی حکم دیتے تھے تو اس کو بجالا نے کے لیے سب دوڑ پڑتے تھے تو سب اپنی آوازیں پست کر لیتے تھے اور زیادہ تعظیم کے سبب وہ آپ کی جا نب نظر اٹھا کر نہیں دیکھتے تھے ۸۔

اے کاش! حبّ مصطفیٰ کا یہ جذبہ اگر آج بھی مسلمانوں کے دلوں میں متحرک ہو جائے تو شاید امت مسلمہ کی تقدیر بدل جائے۔

(۱) حسن و جمال:

آپ کے حسن و جمال کی کیا تفسیر کی جائے کہ آپ ہر قسم کے ظاہری اور باطنی عیب سے پاک ہیں، جب آپ نور ہیں تو نور میں عیب کا تصور ہی کیونکر ہو سکتا ہے۔

(۲) اخلاق حسنه :

آپ کا اخلاق حسنه کے مالک تھے آپ نے اپنی بعثت کا مقصد ہی مکارم اخلاق کی تکمیل بتایا ہے۔ ارشاد نبوی ہے :

"انما بعثت لا تتم مکارم الاخلاق"

"مجھے اخلاق کریمہ و حسنه کی تکمیل کے لیے مبعوث کیا گیا ہے "

یقیناً آپ سے پہلے کے انبیاء عظام نے بھی انسانی اخلاق کے عمدہ نمونے پیش کیے ہیں لیکن اخلاق محمدیہ سے اُن کی تکمیل ہوئی ہے، اب آپ کے اخلاق سے بڑھ کر خلق کی کوئی مثال پیش نہیں کی جا سکتی ہے۔ غور طلب یہ کہ خلق محمدی کی مثالیں بعثت کے بعد کی نہیں ہیں بلکہ بعثت سے پہلے بھی اس وقت کے انسانی معاشرے میں اخلاق حسنه میں آپ سے بڑھ کر کوئی نہ تھا، آپ کے حسن اخلاق کی شہرت تھی چنانچہ اہل مکہ آپ کے اخلاق اور بلند کردار سے متاثر ہو کر آپ کو الصادق اور الامین کے القابات سے پکارتے تھے۔

آپ کے خُلق کی گواہی قرآن مجید نے دی ہے۔ ارشاد الہی ہے :

"وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ " ۹

"اور بے شک تم اخلاق کے بڑے مرتبے پر ہو "

(۳) احسان اور حسن سلوک :

آپ صرف محسن انسانیت نہیں بلکہ رحمۃ للعالمین ہیں۔ ارشاد ربانی ہے

"وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ" ۱۰

"ہم نے آپ کو دنیا والوں کے لیے رحمت ہی بنا کر بھیجا ہے "

رحمۃ للعالمین آپ کی خاص صفت ہے۔ آپ یقیناً عالمین کے لیے سرچشمہ رحمت ہیں، آپ کی رحمت انسانوں میسے ہر طبقہ کو شامل تھی اور آپ کا مشہور خطبہ "حجۃ الوداع" آپ کے رحمۃ للعالمین ہو نے کا بین ثبوت ہے یہ انسانی حقوق (Human Rights) کا ایک عالمگیر، جامع اور اکمل منشور ہے، مرد، عورتیں، بچے، بوڑھے، یتیم، مسکین، آزاد، غلام، مسلم یہاں تک کہ غیر مسلم بھی آپ کی رحمت سے محروم نہ رہے۔ غیر ذوی العقول حیوانات، درخت پرندے، بھی رحمت محمد یہ سے محروم نہ رہے۔ آپ نے انسانوں کے علاوہ جنوں اور ملائکہ کی طرف بھی نظر کرم فرمائی، قرآن مجید نے (الْقُرْآنُ يَفْسِّرُ بَعْضُهُ بَعْضًا) کے اصول کے مطابق رحمۃ للعالمین کی اس طرح تفسیر کی ہے

ارشاد ربانی ہے :

"لَقَدْ جَاءَ إِكْمُ رَسُولٌ مِّنْ أَنْفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ ---- بِالْمُؤْمِنِينَ رَؤُوفٌ وَرَحِيمٌ" ۱۱

"دیکھو تمہارے پاس ایک رسول آیا ے جو خود تم ہی میں سے ہے۔ تمہارا نقصان میں پڑنا اس پر شاق ہے

تمہاری فلاح کا وہ حریص ہے، ایمان لا نے والوں کے لیے وہ شفیق اور رحیم ہے "

حضور کس قدر امت کے لیے شفیق و مہربان تھے کہ ہمیشہ امت کی فلاح اور راہ ہدایت پر باقی رہنے کی آپ کو فکر رہتی، اس مقصد کے لیے آپ نے کتنی تکالیف اٹھائیں، غار حرا میں خلوت نشینی، اللہ تعالیٰ کے "قول ثقیل" (بہاری کلام) یعنی قرآن کا بار اٹھانا، ہجرت، غزوات و سرایا، یہ سب کچھ آپ نے ہدایت امت کے لیے انجام دیا پھر آپ نے اپنے عمل اور وحی خداوندی کے ذریعے ایک ایسی ملت کی تربیت کی جو "خیر الامم" کا مصداق بنی۔

علامہ محمد اقبال نے

مصطفیٰ اندر حرا خلوت گزید مدتی جز خویشتن کسی را ندید

نقش مادر دل او ریخشند ملتے از خلو نتش انگیختند

حضرت محمد مصطفیٰ نے غار حرا میں خلوت اختیار کی اور ایک مدت تک اپنے سوا کسی کو نہ دیکھا ہمارا نقش قدرت کی طرف سے حضور اکرم کے دل میں ڈالا گیا آپ کی خلوت کے اندر سے ایک نئی ملت ابھری آپ کو حیات کے آخری لمحات تک اگر فکر رہی تو امت کی رہی، اس کے معنی یہ ہیں کہ روحانی و دینی قیادت کو اپنی نہیں بلکہ امت کی فکر رہتی ہے، صرف موجودہ نہیں بلکہ بعد میں آنے والی نسلوں کی فکر اُسے تڑپاتی ہے آپ نے وفات سے چار دن پہلے جب کہ آپ سخت تکلیف میں تھے، اس وقت بھی ہدایت امت کے سلسلہ میں صحابہ کرام کو حکم دیا۔

"هَلُمُّ اَكْتُبْ لَكُمْ كِتَابًا لَا تَضِلُّوا بَعْدَهُ" ۱۲

'لائو میں تمہیں ایک تحریر لکھ دو جس کے بعد تم لو گ گمراہ نہ ہو گے "

رحمت محمدیہ سے آپ کے دشمن بھی محروم نہ رہے چنانچہ جنہوں نے آپ کے مشن کو قبول نہ کیا ان کے لیے بھی آپ شفیق ورحیم تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ نے دشمنوں تک کو بد دعا نہ دی بلکہ انہیں ہدایت کی دعا دی ہے، جنگ اُحد کے موقع پر آپ نے آپ کو زخمی کرنے والوں، آپ کے ایک دانت کو شہید کرنے والوں کے بارے میں بھی بارگاہ خداوندی سے درخواست کی ۔

"اَللّٰهُمَّ اِهْدِ قَوْمِيْ فَاِنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ " ۱۳

"اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے وہ نہیں جانتی "

علامہ اقبال نے اسرارو رموز میرحمت محمدیہ کی وضاحت میں کہا ہے :

لطف و قہر او سراپا رحمتے آں بیاراں این باعدا رحمتے

آں کہ بر عدا دررحمت گشاد مکہ را پیغام لا تثریب داد

"آپ کی مہربانی اور سختی اور دونوں سراپا رحمت ہیں اور ان کا سر چشمہ رحمت ہے (جیسا کہ اولاد پر والدین کی مہربانی اور سختی ان پر شفقت کی وجہ سے ہو تی ہے) (وہ لطف و مہربانی) دوستوں (صاحبان ایمان) کے لیے اور یہ (سختی و قہر) دوشمنوں کے لیے وہ ذات گرامی کہ جس نے دشمنوں کے لیے بھی رحمت کا دروازہ کھول دیا (فتح مکہ کے موقع پر دشمنوں سے انتقام لینے کی بجائے) مکہ والوں کو لاتثریب علیکم (تمہارے لیے کوئی سزا نہیں) کا پیغام دیا ۔"

آپ کا وجود مقدس صرف مسلمان نہیں بلکہ کفار کے لیے بھی رحمت کا سر چشمہ تھا۔ کفار آپ کی بدولت اجتماعی عذاب سے محفوظ رہے، ارشاد الہی ہے :

"وَمَا كَانَ لِلّٰهِ لِيُعَذِّبَهُمْ وَأَنْتَ فِيهِمْ " ۱۴

"جب تک آپ ان میں موجود ہیں اللہ (تعالیٰ) ان پر عذاب نہیں بھیجے گا "

اتنے رحیم، شفیق و مہربان لیڈر کی محبت و عشق کے جذبہ کا تمام انسانوں اور بالخصوص مسلمانوں کے دلوں میں پیدا ہو نا فطری ہے ۔ مسلمان تو آپ کے نام پر جان چھڑکتے ہیں ۔

تیسرا حق۔

اطاعت و اتباع نبی : حق معرفت کا تعلق ذہنیت (Mentality) سے ہے۔ حق حُب کا تعلق احساس (Feeling) سے ہے اور حق اطاعت و اتباع کا تعلق عمل (Practice) سے ہے، پہلے د و حقوق اس لیے ضروری ہیں کہ مومن کے دل میں اطاعت و اتباع نبی کا محرک پیدا ہو، اگر ایسا محرک پیدا ہو تا ہے تو معرفت اور حب نبی Active ہیں ورنہ Passive ہیں ۔

اہمیت :

اطاعت اور اتباع نبی کے بغیر دین خداوندی پر عمل کرنا ممکن نہیں ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ واجب الوجود ہے اور انسان ممکن الوجود، ممکن الوجود کس طرح بلا واسطہ واجب الوجود سے ہدایت لے سکتا ہے، لہذا درمیان میں ایسی ہستیوں کا ہونا ضروری ہے جو اللہ تعالیٰ سے پیغام ہدایت لے کر انسان تک پہنچائیں یہ انبیاء و رسل کہلاتے ہیں، یہ معصوم ہو تے ہیں اور اپنے قول و فعل سے مرضی خدا کی خبر دیتے ہیں اور انسانوں کو اللہ کی طرف سے مقرر کردہ راستے پر چلنے کی ہدایت و رہنمائی کرتے ہیں۔ نبوت کا سلسلہ حضرت آدم - سے شروع ہوا، حضور پر ختم کر دیا گیا۔ آپ کی ذات و گرامی صفات میں آدمیت اور رسالت دونوں اپنے کمال کو پہنچ گئیں، کیا عظمت ہے ذاتِ مصطفیٰ کی جن کا قول اور فعل اس قدر مرضی خدا کا عکاس اور وحی خداوندی سے متصل ہے کہ خود آپ کے قول اور فعل سے دین کی حدود متعین ہوتی ہیں

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ است

تو حضرت مصطفیٰ تک خود کو پہنچا (ان کی اطاعت و اتباع کر) کہ حضور ہی مکمل دین ہیں
اگر بہ اومزیدی تمام ابو لہی است ۱۵
اگر تو آنحضرت تک نہیں پہنچتا تو تیرا سارا دین ابو لہب کا دین ہے

طاعتے سرماہ جمعیتے زحدود مصطفیٰ بیرون مرو ۱۶

اطاعت شعاری جمعیت (Society) کا سرمایہ ہے آپ کے مقرر کردہ آئین کی حدود سے باہر نہ نکل
اطاعت اور اتباع میں فرق :

اطاعت کا تعلق اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ دونوں سے ہو سکتا ہے جب کہ اتباع کا تعلق صرف رسول اللہ سے ہے۔ قرآن مجید میں اتباع نبی کا حکم تو ہے مگر اتباع خدا کا حکم نہیں ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ اتباع نقش قدم پر چلنے کا نام ہے جب اللہ تعالیٰ جو جسم و جسمانیات سے منزہ ہے اس کا قدم ہی نہیں تو نقش قدم اس کے لیے ناقابل تصور ہے۔ اطاعت نبی کے باب میں ارشاد ربانی ہے -

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولِيَ الْأَمْرِ مِنْكُمْ" ۱۷

"اے صاحبان ایمان، اطاعت کرو اللہ کی اور اطاعت کرو رسول کی اور تم میں سے صاحبان امر کی"
دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا کہ اطاعت نبی درحقیقت اطاعت خدا ہے -

"مَنْ يَطِيعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ" ۱۸

"جس نے رسول کی اطاعت کی ہے شک اس نے اللہ کی اطاعت کی "

اتباع نبی کی اہمیت یہ ہے کہ یہ محبت خدا کی دلیل ہے ۔ارشاد خداوندی ہے

"قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي" ۱۹

"اے نبی کہہ دو کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرے گا "

دوسرا فرق اطاعت اور اتباع میں یہ ہے کہ اطاعت اقوال میبہو تی ہے اور اتباع افعال میں ، اطاعت و اتباع نبی کے معنی یہ ہیں کہ نبی کے اقوال (حدیث) اور افعال دونوں حجت ہیں ،اس لیے سنت رسول میں قول نبی ، فعل نبی اور تقریر نبی تینوں شامل ہیں ۔آپ کا قول اور فعل دونوں با ب ہدایت میبجحت ہیں،اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کی صحت کی ضمانت دی ہے ۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

"وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ" ۲۰

"اور رسول اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتا سوائے وحی کے جو اس پر کی جاتی ہے "

اس آیت کریمہ میں نطق نبی کو وحی خداوندی میں محدود کیا گیا ہے اور یہ اللہ کی طرف سے کلام نبی کی صحت کی سند ہے اسی طرح فعل نبی کی صحت کے بارے میں فرمایا

"وَمَا أَتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا" ۲۱

"اور جو کچھ رسول تمہیں دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو "

نیز ارشاد فرمایا :

"لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ" ۲۲

"بے شک آپ کی ذات میں تمہارے لیے بہترین نمونہ موجود ہے "

اس آیت کریمہ کا تعلق اگرچہ جنگ احزاب سے ہے مگر اس کے الفاظ میں اطلاق ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسوہ نبی کو مطلقاً نمونہ قرار دیا ہے ،لہذا آپ کی حیات طیبہ (جس میں آپ کا فعل بھی شامل ہے) زندگی کے ہر شعبہ میں نمونہ عمل ہے۔ ہم مسلمانوں کو چاہیے کہ ہر شعبہ حیات میں آپ کی زندگی کو نمونہ قرار دیں ۔

اطاعت و اتباع نبی کے تقاضے:

۱۔ زندگی کے تمام انفرادی ،اجتماعی ،اقتصادی ،سیاسی ،عسکری ،ملکی اور بین الاقوامی مسائل میں آپ کی تعلیمات پر خلوص دل سے عمل کیا جائے ۔

۲۔ حیات نبی اور اس کے بعد پیش آنے والے تمام نزاعات اور اختلافات میں تعلیمات نبی کی طرف رجوع کیا جائے اور آپ کے حکم کو بلا چوں وچراما نا جائے ۔

ارشاد ربانی ہے ۔

"فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ إِلَى اللَّهِ وَالرَّسُولِ" ۲۳

"پھر اگر تمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف پھیر دو "

اسی طرح ایک اور مقام پر ارشاد الہی ہے :

"فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يَحْكُمُوا بِمَا شَآءَ رَبُّكَ لَا يَدْرِي قَوْلَهُ لَوْلَا بَرَاءُ اللَّهِ عَلَيْهِمْ أَذْنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ" ۲۴

"(اے محمد)تمہارے رب کی قسم یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک باہمی اختلافات ہیہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں ،پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں بھی کوئی تنگی محسوس نہ کریبلکہ سر

بسر تسلیم کر لیں "

ایک اور مقام پر ارشاد الہی ہے :

"وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِ هُمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا" ۲۵

"کسی مومن مرد اور مومن عورت کو یہ حق نہیں ہے کہ جب اللہ اور اس کا رسول کسی معاملے کا فیصلہ کر دے تو پھر اسے اپنے اُس معاملے میں خود فیصلہ کرنے کا اختیار باقی رہے، جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے وہ صریح گمراہی میں پڑ گیا "

۳. آپ کو (Role Model) اور اسوہ قرار دیا جائے، اسوہ نبی ہی وہ نسخہ کیمیا ہے جس پر عمل کر کے مسلمان خیر الامم اور دنیا کی سب سے بڑی قوت بن گئے اور اسی کو چھوڑ کر آج مسلمان وافر وسائل ہونے کے باوجود ذلت و خواری میں گرے ہوئے ہیں، آپ کے اسوہ حسنہ کی پیروی ہی امت مسلمہ کی عظمت رفتہ لوٹا سکتی ہے۔

تاشعار مصطفیٰ از دست رفت قوم را رمز بقا از دست رفت

حضرت مصطفیٰ کاشعار (شریعت) ہاتھ سے نکل گیا تو قوم حقیقت بقا سے بھی محروم ہو گئی۔ ۲۶۔
۴۔ فہم دین میں حدیث نبوی کو قرآن مجید کے بعد دوسرا مصدر شریعت تسلیم کیا جائے جیسا کہ متفق علیہ بین المسلمین ہے کہ قرآن مجید کے بعد دوسرا ماخذ شریعت سنت رسول ہے ۔
۵۔ اہل بیت ،امہات المومنین رضی اللہ عنہن اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں آپ کی تعلیمات اور ارشادات پر عمل کیا جائے ۔
نبی کریم کا احترام دراصل اللہ تعالیٰ کا احترام ہے ،توبین رسالت دراصل توبین توحید و توبین خدا ہے جو کہ یقیناً حرام ہے ۔

چوتھا حق ۔

تعظیم و اکرم نبی : مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ پیارے نبی کی عزت ،توقیر اور اکرام کو ہر حال میں مدنظر رکھیں اور ہر ایسے قول و فعل سے اجتناب کریں جس سے تصریحا یا اشارۃً و کنایۃً آپ کی توبین کاکوئی پہلو نکلتا ہو ،نبی کا احترام دراصل اللہ تعالیٰ کا احترام ہے۔ تو بین رسالت دراصل توبین خدا ہے جو کہ یقیناً حرام ہے ۔

ناموس رسالت کے سلسلے میں قرآن مجید میں کئی مقامات پر راہنمائی کی گئی ہے ،ارشاد باری تعالیٰ ہے ۔

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَقْدَمُوا بَيْنَ يَدَيِ اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَاتَّقُوا اللَّهَ إِنَّ اللَّهَ سَمِيعٌ عَلِيمٌ" ۲۷

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو ،اللہ اور اس کے رسول کے آگے پیش قدمی نہ کرو اور اللہ سے ڈرو ،اللہ سب کچھ سننے اور جاننے والا ہے "

اس آیت کریمہ میں امت مسلمہ کونہی کی صورت میں محکم دیا جا رہا ہے کہ ہر معاملہ میں اللہ تعالیٰ اور رسول

اللہ کے حکم اور فیصلہ کو مقدم رکھے، کبھی اپنی رائے اور خیال کو اس پر مقدم نہ رکھے اور نہ ہی حکم خدا و حکم رسول کو چھوڑ کر از خود فیصلہ کرے۔

"یہ حکم مسلمانوں کے محض انفرادی معاملات تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ ان کے جملہ اجتماعی معاملات پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔ درحقیقت یہ اسلامی آئین کی بنیادی دفعہ ہے جس کی پابندی سے نہ مسلمانوں کی حکومت آزاد ہو سکتی ہے، نہ ان کی عدالت اور پارلیمنٹ" ۲۸

اللہ تعالیٰ نے بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے کا ادب بھی سکھایا ہے، ارشاد خداوندی ہے :

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ وَلَا تَجْهَرُوا لَهُ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ أَن تَحْبَطَ أَعْمَالُكُمْ وَأَنتُمْ لَا تَشْعُرُونَ "

"اے صاحبان ایمان! اپنی آواز نبی کی آواز پر بلند نہ کرو اور نہ نبی کے ساتھ اونچی آواز سے بات کیا کرو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے سے کرتے ہو، کہیں ایسا نہ ہو کہ تمہارا کیا کرایا سب غارت ہو جائے اور تمہیں خبر بھی نہ ہو" ۲۹

مولانا مودودی اپنی تفسیر میں بیان کرتے ہیں :

"دین میں ذات مصطفیٰ کی عظمت کا کیا مقام ہے، رسول پاک کے سوا کوئی شخص، خواہ بجائے خود کتنا ہی قابل احترام ہو، بہر حال یہ حیثیت نہیں رکھتا کہ اس کے ساتھ بے ادبی خدا کے ہاں اس سزا کی مستحق ہو جو حقیقت میں کفر کی سزا ہے، وہ زیادہ سے زیادہ ایک بد تمیزی ہے، خلاف تہذیب حرکت ہے مگر رسول اللہ کے احترام میں ذرا سی کمی بھی اتنا بڑا گناہ ہے، کہ اس سے آدمی کی عمر بھر کی کمائی غارت ہو سکتی ہے" ۳۰

اس کے برعکس جو صاحبان ایمان مجلس رسول میاں اپنی آواز پست رکھتے ہیں ان کی قرآن کریم نے مدح کی ہے اور ان سے اللہ تعالیٰ نے مغفرت و اجر کا وعدہ کیا ہے، ارشاد الہی ہے :

"إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ الَّذِينَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ " ۳۱

"جو لوگ رسول خدا کے حضور بات کرتے ہوئے اپنی آواز پست رکھتے ہیں وہ درحقیقت وہی لوگ پیچھے کے دلوں کو اللہ (تعالیٰ) نے تقویٰ کے لیے جانچ لیا ہے، ان کے لیے مغفرت ہے اور اجر عظیم"

اس ارشاد ربانی کا مفہوم یہ ہے کہ جو شخص رسول اللہ کے حضور میں اونچی آواز سے بولتا ہے، اپنی آواز پست نہیں رکھتا یہ اس بات کی نشانی ہے کہ اس کے دل میں رسول اللہ کا احترام نہیں ہے اور جو دل آپ کے احترام سے خالی ہے وہ درحقیقت تقویٰ سے خالی ہے، درحالیہ کہ تقویٰ ہی قبولیت اعمال کا معیار ہے۔ ارشاد ربانی ہے :

"إِنَّمَا يَتَقَبَّلُ اللَّهُ مِنَ الْمُتَّقِينَ " ۳۲

اللہ تعالیٰ نے توقیر نبی کے باب میں لوگوں کو آپ سے ملاقات کے طریقہ کی بھی تعلیم دی ہے کہ جب وہ آپ سے ملنے کے لیے آئیں اور آپ کو موجود نہ پائیں تو پکار پکار آپ کو بلانے کے بجائے صبر کے ساتھ بیٹھ کر اس وقت کا انتظار کریں جب آپ خود ان سے ملاقات کے لیے باہر تشریف لائیں اور اگر کوئی اس طریقہ کی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ بے عقل ہے، ارشاد خداوندی ہے :

"إِنَّ الَّذِينَ يَنَادُونَكَ مِنْ وَرَائِ الْحُجُرَاتِ أَكْثَرُ هُمْ لَا يَعْقِلُونَ ۝ وَلَوْ أَنَّهُمْ صَبَرُوا حَتَّىٰ تَخْرُجَ إِلَيْهِمْ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ " ۳۳

"اے نبی جو لوگ تمہیں حجروں کے باہر سے پکارتے ہیں ان میں سے اکثر بے عقل ہیں، اگر وہ تمہارے برآمد ہونے تک صبر کرتے تو انہی کے لیے بہتر تھا اللہ درگزر والا رحیم ہے"

اکرام نبی کے باب میں اللہ تعالیٰ نے نبی کے گھر میں داخل ہونے کا ادب بھی بیان کیا ہے، ارشاد خداوندی ہے :

"يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتَ النَّبِيِّ إِلَّا أَنْ يُؤْذَنَ لَكُمْ إِلَى طَعَامٍ غَيْرِ نَظِيرٍ لَهُ وَلَكِنْ إِذَا دُعِيتُمْ فَادْخُلُوا فَإِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوا وَلَا مُسْتَأْنَسِينَ لِحَدِيثٍ إِنَّ ذَلِكُمْ كَانَ يُؤْذَى النَّبِيَّ فَيَسْتَحْيِي مِنْكُمْ وَاللَّهُ لَا يَسْتَحْيِي مِنَ الْحَقِّ"

۳۴"

"اے صاحبان ایمان! نبی کے گھروں میں بلا اجازت نہ چلے آیا کرو، نہ کھانے تاکتے رہو، ہاں اگر تمہیں کھانے پر بلا یا جائے تو ضرور آؤ مگر جب کھانا کھا لو تو منتشر ہو جاؤ، باتیں کرنے میں نہ لگے رہو، تمہاری یہ حرکتیں نبی کو تکلیف دیتی ہیں مگر وہ شرم کی وجہ سے کچھ نہیں کہتے اور اللہ حق بات کے کہنے میں نہیں شرماتا"

اس آیت سے بیوت نبی کی بابت چند آداب ثابت ہو تے ہیں، ان آداب کا تعلق اگرچہ آپکی حیات مبارکہ سے ہے مگر اس سے آپ اور آپ کے متعلقات کی ہر دور میں عزت و تکریم ثابت ہو تی ہے وہ آداب درج ذیل ہیں :

(۱) مومنین بلا اجازت نبی کے گھروں میں داخل نہ ہوں، اذن لینا ضروری ہے چاہے انفرادی غرض کے لیے کوئی آنا چاہے یا دینی مسئلہ پوچھنے کے لیے

(۲) اگر نبی خدا کھانے پر بلائیں تو ضرور آئیں مگر جلدی نہ آئیں کہ بیٹھ کر کھانا پکنے تک انتظار میں بیٹھے رہیں -

(۳) پیارے نبی کی دعوت پر آئیں تو کھانے سے فارغ ہونے کے بعد دھرنا مار کر نہ بٹھیں بلکہ منتشر ہو جائیں تاکہ خانوادہ رسول کو زحمت نہ ہو -

(۴) جب تک بیت نبی میں آنحضرت کے ہاں حاضر ہیں تو ایسی گفتگو نہ کریں (گپ شپ نہ لگائیں) جس سے وہ لوگ مانوس ہو ں جس کا دنیوی فائدہ ہے نہ اخروی بلکہ معلّم انسانیت کے حضور میں مفید گفتگو کریں

گفتگو میں حضور کے ادب و احترام کا لحاظ رکھنے کے ذیل میں بھی ارشاد خداوندی ہے کہ :

"لَا تَجْعَلُوا دُعَايَ الرَّسُولِ بَيْنَكُمْ كَدُّ عَائٍ بَعْضُكُمْ بَعْضًا"

۳۵"

"رسول اللہ کو اس طرح نہ پکارو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو"

"یعنی تم عام آدمیوں کو جس طرح اُن کے نام لے کر باآواز بلند پکارتے ہو اُس طرح رسول اللہ کو نہ پکارو، اس معاملے میں اُن کا انتہائی ادب ملحوظ رکھنا چاہیے کیونکہ ذرا سی بے ادبی بھی اللہ کے ہاں مواخذے سے نہ بچ سکے گی"

۳۶"

سوال: اگر کوئی ناموس رسالت کی پرواہ نہیں کرتا اور (معاذ اللہ) قولاً یا فعلاً اہانت رسول کا مرتکب ہو تا ہے تو اس کی سزا کیا ہے؟

جواب: (اولاً) ایسا شخص عقل اور عقلاً عالم کے نزدیک یقیناً قابل مذمت ہے کیونکہ آپ محسن انسانیت ہیں،

قیامت تک آنے والی ہر انسانی نسل اور بنی نوع انسان کے ہر فرد کے محسن ہیں اور احسان کا بدلہ تو عقل و شرع

دونوں کی روسے احسان ہی ہے -

"هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَانُ" ۳۷ "احسان کا بدلہ احسان ہی ہے"

محسن کی توبین کرنا یقیناً قابلِ مذمت ہے ۔

(ثانیاً) اہانتِ رسول کرنے والا اللہ تعالیٰ اور رسول کو اذیت پہنچاتا ہے اور ایسا شخص ملعون ہے ۔

ارشادِ خداوندی ہے

"إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا" ۳۸

"بے شک جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت پہنچاتے ہیں اللہ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کر تا ہے اور ان

کے لیے ذلیل کرنے والا عذاب تیار رکھا ہے "

(ثالثاً) فقہی اعتبار سے بھی اس کی سزا مقرر ہے

پانچواں حق ۔

نبی کریم پر عمداً جھوٹ نہ بولنا : یہ حق (Nagative) ہے مقصد یہ کہ کوئی مسلمان آنحضرت پر عمداً جھوٹ

نہ بولے اور جو کچھ آپ نے نہیں فرمایا ہے اسے آپ کی طرف نسبت نہ دے اور آپ پر بہتان نہ باندھے۔ نبی

خدا پر جھوٹ بولنا گناہِ کبیرہ ہے ، جھوٹ بولنا ویسے بھی گناہ ہے مگر آپ پر جھوٹ بولنا اس لیے سنگین جرم

ہے کہ جب کوئی شخص کہتا ہے کہ حضور نے فرمایا ہے ، یہ کام جائز ہے درحالیکہ وہ شرعاً ایسا نہ ہو تو اس

سے احکامِ خداوندی کی مخالفت لازم آتی ہے ، نیز اس سے تشریع لازم آتی ہے کہ جو حکم ، حکمِ شارع نہیں ہے

وہ شریعت کا حکم مانا جائے اور یہ عمل حرام ہے ، اس لیے اس کا حکم فقہی بھی عام کذب سے مختلف ہے

کہ عام کذب مبطل صوم نہیں ہے جب کہ کذب علی الرسول مبطل صوم ہے ، اس ضمن میں متعدد روایات

منقول ہیں۔ ۳۹

کذب علی النبی کی حرمت پر ارشادِ نبوی ہے :

"لَا تَكْذِبُوا عَلَيَّ فَإِنَّهُ مَنْ كَذَبَ عَلَيَّ فَلْيَلِجِ النَّارَ " ۴۰

"مجھ پر جھوٹ نہ بولو، بے شک جو مجھ پر جھوٹ بولے گا وہ آتشِ جہنم میں داخل ہو گا"

چھٹا حق۔

نبی کریم پر درود بھیجنا: حضرت محمد پر درود بھیجنا حکمِ خدا ہے جس پر مسلمان عمل کر تے آ رہے ہیں ،

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے :

"إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا " ۴۱

"بے شک اللہ اور اس کے ملائکہ نبی پر درود بھیجتے ہیں اے صاحبانِ ایمان تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو "

(صلوٰۃ کا لفظ جب علی کے صلہ کے ساتھ آتا ہے تو اس کے تین معنی ہو تے ہیں ایک کسی پر مائل ہونا ، اس کی

طرف محبت کے ساتھ متوجہ ہونا اور اُس پر جھکنا ، دوسرے کسی کی تعریف کرنا، تیسرے کسی کے حق میں

دعا کرنا ، یہ لفظ جب اللہ تعالیٰ کے لیے بولا ہو جائے یعنی اس کا فاعل اللہ ہو تو تیسرے معنی میں نہیں ہو

سکتا کیونکہ اللہ کا کسی اور سے دعا کرنا قطعاً ناقابلِ تصور ہے اس لیے وہ پہلے دو مفعول میں ہو گا ۔ لیکن

جب یہ لفظ بندوں کے لیے بولا جائے گا، خواہ وہ فرشتے ہوں یا انسان تو وہ تینوں معنوں میں ہو گا اس میمحببت کامفہوم بھی ہو گا، مدح و ثنا کا مفہوم بھی اور دعائے رحمت کامفہوم بھی، لہذا صلو علیہ کا مطلب یہ ہے کہ اے صاحبان ایمان تم حضور کے گرویدہ ہو جاؤ، ان کی مدح و ثنا کرو اور ان کے لیے دعا کرو سلام کالفظ بھی دو معنی رکھتا ہے ایک ہر طرح کی آفات اور نقائص سے محفوظ رہنا، سلامتی، دوسرے صلح اور عدم مخالفت پس نبی کے حق میسلمو، تسلیم کرنے کا ایک مطلب یہ ہے کہ تم ان کے حق میں کامل سلامتی کی دعا کرو اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ تم پوری طرح دل و جان سے ان کا ساتھ دو، اُن کی مخالفت سے پرہیز کرو اور ان کے سچے فرمانبردار بن کر رہو (۴۲)

اس آیت کریمہ میں " صلو ا " اور "سلموا" امر کے صیغے لائے گئے ہیں بغیر قرینہ کے جو فرض اور وجوب کو بتاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ " اس امر پر اجماع ہے کہ عمر میں ایک مرتبہ حضور پر درود بھیجنا فرض ہے "۔ ۴۳۔ اس کے علاوہ جب آپ کا مبارک نام آئے تو درود پڑھنا مستحب ہے، بعض کے نزدیک واجب ہے، نماز میں صلوۃ علی النبی کے بارے میں فقہی اختلافات ہیں ۔

امامیہ کے نزدیک محمد و آل محمد پر تشہد میں درود پڑھنا واجب ہے جتنی مرتبہ تشہد پڑھا جا تا ہے اتنی مرتبہ درود پڑھا جائے ۔ تشہد میں درود پڑھنے کے وجوب پر علماء امامیہ کے اجماع کا دعوی کیا گیا ہے ۔ ۴۴۔ "امام شافعی کے نزدیک نماز کے آخری تشہد میں درود پڑھنا فرض ہے اگر کوئی شخص نہ پڑھے تو نماز نہ ہو گی، امام احمد بن حنبل نے بھی آخر میں اسی قول کو اختیار کر لیا تھا ۔ امام ابو حنیفہ امام مالک اور جمہور علماء کا مسلک یہ ہے کہ درود عمر میں ایک مرتبہ پڑھنا فرض ہے جیسے کہ کلمہ شہادتین پڑھنا ایک مرتبہ فرض ہے " ۴۵

صلوۃ النبی کا طریقہ :

قرآن مجید میجب حضور پر درود بھیجنے کا حکم نازل ہوا تو صحابہ کرام نے رسول اللہ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہ آپ پر سلام کا طریقہ تو آپ ہمیں بتا چکے ہیں یعنی نماز میں السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اور ملاقات کے وقت السلام علیک یا رسول اللہ کہنا مگر آپ پر درود بھیجنے کا طریقہ کیا ہے ؟ آپ نے فرمایا کہو :

"اللہم صل علی محمد وعلی آل محمد کافضل ما صلیت ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید ،اللہم بارک علی محمد وعلی آل محمد کما بارکت علی ابراہیم وعلی آل ابراہیم انک حمید مجید " ۴۶

تقریباً آٹھ احادیث میں صلوۃ علی النبی کا طریقہ بیان کیا گیا ہے، ان تمام احادیث میں پیارے نبی پر درود بھیجنے کا جو طریقہ آپ سے منقول ہے اس میں آپ کے ساتھ آپ کی آل اور ذریت کا بھی ذکر آیا ہے، اسی لیے درود پڑھنے کا جو مشہور طریقہ ہے اسمیں آپ کے ساتھ آل محمد کو بھی شامل کیا جا تا ہے ۔

حوالہ جات

١. القرآن، الاحزاب، ٤٠
٢. القرآن، الصف، ٦
٣. علامه مجلسي، بحار الانوار، ج١، ص٩٧، حديث، ٧، الشيخ محمد بن يعقوب الكليني، الاصول من الكافي، كتاب الحجة باب مولد النبي ووفاته
٤. علامه يوسف نبهاني: جواهر البحار ٢/١٩٠، علامه شعراني، كشف الغمة: ٢/٤٣، علامه جلال الدين سيوطي، خصائص كبرى: ١/٧، الزرقائي: شرح مواهب اللدنة: ٢٤٢، ١/٦٣، عبد الحق محدث دهلوي: مدارج النبوة، ١/١١٦
٥. القرآن، التوبة، ٢٤
٦. صحيح بخاري، كتاب الايمان، حديث، ١٥
٧. القرآن، الاحزاب، ٦
٨. صحيح بخاري، باب الشروط في الجهاد والمصالحة مع اهل الحرب وكتابة الشروط، حديث: (٢٧٣١، ٢٧٣٢)
٩. القرآن، القلم، ٤
١٠. القرآن، الانبياء، ١٠٧
١١. القرآن، التوبة: ١٢٨
١٢. صحيح بخاري، كتاب المرض، حديث، ٩٦٦٥
١٣. القاضي عياض، الشفا بتعريف حقوق المصطفى ص: ٨١، ج١، چاپ عثمانيه، استنبول
١٤. القرآن الانفال، ٣٣
١٥. علامه محمد اقبال، ارمغان حجاز
١٦. علامه محمد اقبال، اسرار موز
١٧. القرآن، النساء، ٥٩
١٨. القرآن، النساء، ٨٠
١٩. القرآن، آل عمران، ٣١
٢٠. القرآن، النجم، ٤٣
٢١. القرآن، الحشر، ٧
٢٢. القرآن، الاحزاب، ٢١
٢٣. القرآن، النساء، ٥٩
٢٤. القرآن، النساء، ٦٥
٢٥. القرآن، الاحزاب، ٣٦
٢٦. علامه محمد اقبال، اسرار و رموز
٢٧. القرآن، الحجرات، ١
٢٨. مولانا مودودي، تفهيم القرآن، جلد ٥، ص ٧٠
٢٩. القرآن، الحجرات، ٢
٣٠. تفهيم القرآن، ج ٥، ص ٧٢
٣١. القرآن، الحجرات، ٣
٣٢. القرآن، المائدة، ٢٧
٣٣. القرآن، الحجرات، ٤٥
٣٤. القرآن، الاحزاب، ٥٣
٣٥. القرآن، النوره، ٦٣
٣٦. تفهيم القرآن، ج ٣، ص ٤٢٧
٣٧. القرآن، الرحمن، ٦٠
٣٨. القرآن، الاحزاب، ٥٧

- ٣٩- شيخ محمد بن الحسن الحر العاملي: وسائل الشيعه ،كتاب الصوم ،چاپ پنجم ،١٩٨٣،مطبع احياء التراث العربى،بيروت ، لبنان
- ٤٠- صحيح بخارى ،كتاب العلم ،باب اثم من كذب على النبي،حديث ١٠٦
- ٤١- القرآن - الاحزاب ،٥٦
- ٤٢- تفهيم القرآن ج ٤،١٢٤
- ٤٣- تفهيم القرآن ج ٤،ص ١٢٧
- ٤٤- الشيخ محمد حسن نجفى ،جوابر الكلام فى شرح شرائع الاسلام ،ج ١٠ ،ص ٢٥٣ ،
- چاپ داراحياء التراث ،العربى ،بيروت ، لبنان
- ٤٥- تفهيم القرآن ج ٤،١٢٧
- ٤٦- صحيح بخارى ،كتاب احاديث الانبياء ، ج: ٣٣٧٠